ادبیات

غزل

جناب شیخ محمد اکرام

مسافران کے بڑی طرفگی کے ساتھ چلے
کسی کے ساتھ نہ تھے اور سبھی کے ساتھ چلے

نہ ہم سفر کوئی پایا نہ راہبر چاہا
وہ راہرو ہیں کہ ہم زندگی کے ساتھ چلے

ہیں مہر و ماہ بھی اپنے ہی دائرے کے اسیر
رہِ حیات میں کون آدمی کے ساتھ چلے

گھِر آئی چند مراحل کے بعد تاریکی
چلے تو اہلِ سفر روشنی کے ساتھ چلے

نہ کہتے تھے کہ بنیں گے فسانے اس سے بھی
کوئی کہیں سے نہ اس خامشی کے ساتھ چلے!

فریب خود کو دئے اور خود ہی پچھتائے
کسی کا جو نہ ہوا ہم اسی کے ساتھ چلے

کبھو کبھو ہوتی ہے اک چیز سربلندی بھی
کہا یہ کس نے کہ ہم سرکشی کے ساتھ چلے

رہے شریکِ سفر اعتمادِ ہم قدمی
یہ کیا ضرور رہے، کوئی کسی کے ساتھ چلے

شکستہ پا ہی سہی لیکن اے غمِ منزل!
یہ کم نہیں کہ سلامت روی کے ساتھ چلے

خود اپنا سوزِ طلب دے سکے نہ جس کا ساتھ
دیارِ غم میں وہ کس روشنی کے ساتھ چلے

یہ کہہ کے ہو گئے خود سے بھی ہم جدا اک مدت
سفر میں کون کسی اجنبی کے ساتھ چلے

غزل

جناب سعادت نظیر

دِل ملا، جذبۂ دروں نہ ملا
یعنی سرمایۂ جنوں نہ ملا

عمر گزری ترے تصور میں
نہ ملا پھر بھی کچھ سکوں نہ ملا

دونوں عالم میں ایک بھی ایسا
جس سے تجھ کو مثال دوں، نہ ملا

تیری بزمِ طرب میں بھی، اے دوست
کچھ مزا، سچ اگر کہوں، نہ ملا

کوئی ایسا کہ جس کے ساتھ کبھی
تا بہ منزل پہنچ سکوں، نہ ملا

آپ کی نیم باز آنکھوں میں
کب جنوں آفریں فسوں نہ ملا؟

یوں ملے سیکڑوں مگر کوئی
آشنائے غمِ دروں نہ ملا

یہ بھی اک غم ہے، واہ ری قسمت
دردِ دل بھی مجھے فزوں نہ ملا